پریس ریلیز برائے اشاعت

اردو اکادمی، دہلی

سی۔ پی۔ او۔ بلڈنگ، کشمیری گیٹ، دہلی ۱۱۰۰۰۶

Phone: 23865436, 23863858, 23863566, 23863697 Fax:23863773

غالب کا کلام ہر عہد کے لیے نمونۂ حیات ہے: تقی عابدی

اردو اکادمی، دہلی کی خدمات قابلِ ستائش: ڈاکٹر ظفر محمود

اردو اکادمی، دہلی کے زیر اہتمام توسیعی خطبہ کا انعقاد

نئی دہلی۔ 27۔ دسمبر

اردو اکادمی دہلی کے زیر اہتمام 26۔ دسمبر کو قمر رئیس سلور جوبلی آڈیٹوریم میں توسیعی خطبہ بعنوان ''پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے'' کے مہمانِ خصوصی خطیب کناڈا سے تشریف لائے معروف دانشور و ادیب ڈاکٹر تقی عابدی نے خصوصی خطبہ پیش کیا۔ اس خطبے کے دوران عنوان ''پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے'' کے لفظ ''وہ'' پر زور دیتے ہوئے اس مصرعے کو مختلف لہجوں میں پڑھ کر یہ ثابت کیا کہ ہم غالب کے نہ صرف اس مصرعے کو بلکہ مختلف اشعار کو مختلف قرأتوں سے پڑھ کر ان کے معنی کی تبدیلی کو دیکھ اور سمجھ سکتے ہیں۔ کیوں کہ غالب وہ عظیم شاعر ہے جس نے اپنا پورا تعارف مصرعوں میں پیش کر دیا۔ انھوں نے مثال کے طور پر غالب کے کئی مصرعوں کو پیش کیا جس سے غالب کا مکمل تعارف واضح ہے۔ ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ کا قول ''بڑا شاعر زمان اور مکان پر پوری طرح حاوی رہتا ہے'' پیش کرتے ہوئے میر، غالب، اقبال اور دبیر کو اردو کا بڑا شاعر قرار دیا نیز غالب کو سب سے پہلا ترقی پسند شاعر بتلایا۔ غالب جس دور میں پیدا ہوا اس دور کو غالب نے سزا دی، اس کا بہت مذاق اڑایا، اس کو سمجھا نہیں گیا، اس کی گستاخی کی، اس کو مہمل گو کہا جیسے نکات کو اشعار سے واضح کیا۔ انھوں نے غالب کے نسخۂ حمیدیہ کو ہمارے لیے قدم قدم پر مشعلِ راہ قرار دیا یعنی اگر نسخۂ حمیدیہ کی دریافت نہ ہوتی تو شاید غالب کی شکل مختلف ہوتی۔ اردو نے شاعری کی تمام اصناف کہیں نہ کہیں سے مستعار لی ہیں مگر اس میں معنی آفرینی ہماری شناخت ہے جو سومناتِ خیالی کی صورت میں غالب سے عطا ہوئی جس کا غالب نے اپنے اشعار میں جا بجا فخر کیا۔ مرثیۂ غالب کے بند کو پڑھتے ہوئے انھوں نے غالب کی عظمت کو مزید روشناس کرایا اور کہا کہ غالب ایسا نگینہ ہے جس کے ہر زاویے سے نئی روشنی پھوٹتی ہے۔ اس سلسلے میں غالب کے ایک خط کو بطور نمونہ پیش کرتے ہوئے ان کی ظرافت اور اعلیٰ نثر پر بات کی۔ انھوں نے اس بات کی شکایت کی کہ اردو والوں نے دنیا کے سامنے غالب کی سومناتِ خیالی کو نہ پیش کرتے ہوئے محض اس کو اردو فارسی کا شاعر کہہ کر ٹال دیا۔ انھوں نے غالب کو جدید ٹیکنالوجی سے جوڑنے کا مشورہ دیتے ہوئے غالب کے ساتھ عبدالقادر بیدل اور سلامت علی دبیر کو برصغیر کا مظلوم ترین شاعر قرار دیا۔

پروگرام کے آغاز میں چیئرمین اقبال اکیڈمی و صدر زکوٰۃ فاؤنڈیشن آف انڈیا ڈاکٹر سید ظفر محمود اور آج کے خطیب ڈاکٹر تقی عابدی کا ڈاکٹر ماجد دیوبندی، وائس چیئرمین اردو اکادمی، دہلی نے اکادمی کی مطبوعات اور گلدستہ پیش کر کے استقبال کیا جب کہ ایم۔ ایل۔ اے حاجی اشراق کو ڈاکٹر محمد عرفان اور انل باجپئی کو مطلوب احمد نے گلدستہ پیش کر کے ان کی عزت افزائی کی۔

ڈاکٹر ماجد دیوبندی، وائس چیئرمین اردو اکادمی نے سامعین اور مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے خصوصاً ڈاکٹر تقی عابدی کو اردو زبان کے پرچم کو دنیا بھر میں بلند کرنے والا محقق قرار دیا۔ انھوں نے کہا کہ مہمانِ خصوصی کو لفظ پروفیسر سے میں اس لیے مخاطب نہیں کروں گا کیوں کہ ان کا تحقیقی کام کئی پروفیسروں سے زیادہ ہے نیز اردو زبان پر روشنی ڈالتے ہوئے اسے چار مختلف لفظوں کا مجموعہ قرار دیا جس سے اردو کی شمع روشن ہوئی۔ انھوں نے جذبے کو عمل سے جوڑتے ہوئے اکادمی کی خدمات کا ذکر بھی کیا۔ انھوں نے کہا کہ غالب کی عظمتوں میں اضافہ کرنے اور ان کو روشناس کرانے میں مولانا حالی کے کردار کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی کتاب مقدمۂ شعر و شاعری میں عام اور سہل زبان میں غالب کو عوام الناس تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔
ڈاکٹر ماجد دیوبندی نے جنوری کے آخر میں علامہ اقبال پر کل ہند سہ روزہ سیمینار منعقد کرنے کا بھی اعلان کیا۔

صدارتی تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر سید ظفر محمود نے بچپن میں اپنے یاد کیے ہوئے اشعار سے غالب کی عظمت کا اعتراف کیا۔ اپنے والد کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے انھوں نے غالب کے مصرعے ''کس کے گھر جائے گا سیلابِ بلا میرے بعد'' کو اپنی زندگی کا محور قرار دیا اور کہا کہ آج میں جو کچھ بھی ہوں اس مصرعے کے جواب میں کیے ہوئے وعدے کی وجہ سے ہوں نیز انھوں نے غالب کی زبان کو اقبال کے مقابلے میں آسان قرار دیا۔ غالب کے کئی اشعار پڑھ کر ان کی تشریح کرتے ہوئے عظمتِ غالب کا اعتراف کیا اور کئی جگہ غالب و اقبال کا تقابل بھی کیا۔ انھوں نے کہا کہ اردو اکادمی، دہلی کے فعال اور متحرک وائس چیئرمین ڈاکٹر ماجد دیوبندی کی محنتوں اور جذبے کی قدر کی جانی چاہیے اور امید ظاہر کی کہ مستقبل میں بھی ان کی سربراہی میں اکادمی اردو کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتی رہے گی۔ ایم۔ ایل۔ اے انل باجپائی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ڈاکٹر ماجد دیوبندی کو ان کے اکادمی میں کاموں میں آگے بڑھانے کے لیے مبارکباد پیش کی اور یہ گزارش کی کہ 12 فروری غالب کے یومِ وفات پر اکادمی غالب کے نام پر ایک ایوارڈ دینا شروع کرے تو اور بہتر ہوگا۔

آخر میں ڈاکٹر ماجد دیوبندی نے مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے قلتِ وقت کی معذرت کی نیز آئندہ پروگرام سے کا وعدہ کیا، اردو کو دلوں پر حکومت کرنے والی زبان بتایا۔ برنارڈ شا کا قول ذکر کرتے ہوئے کہ ''جس قوم کو مارنا ہے اس کی زبان چھین لی جائے'' پر مختصراً تبصرہ کیا اور گزارش کی کہ اہلِ اردو کو اپنے بچوں اور اپنے گھروں میں اردو پڑھانے کا اہتمام کرنا چاہیے جس سے یہ زبان اور اہلِ زبان زندہ رہ سکیں۔ پروگرام کے اہم شرکا میں پروفیسر خواجہ اکرام الدین، انجم عثمانی، شمس رمزی، امیر امروہوی، ڈاکٹر باش مہدی، علیم الدین اسعدی، انیس امروہوی، کمال حیدر، طالب رام پوری، ڈاکٹر رضا حیدر، حبیب سیفی، اقبال فردوسی، ڈاکٹر ابوظہیر ربانی وغیرہ شامل تھے۔